

# ذائقہ

خ - د - ۵



**زردہ مر بعفر :-** چار دل ایک سیر، شکر سوا پاؤ، گھی سوا پاؤ، دودھ ایک سیر، بالائی ایک پاؤ، مغز پستہ ایک چھٹانک، مغرب بادمشیریں ایک چھٹانک کشمکش ایک چھٹانک، سفید الائچی ۱۰ عدد، لوگ ۵ عدد۔ عرق کٹوہ دو قلوہ ان سب چیزوں کو پسلے جمع کر کے، شکر پانی میں حل کر کے چڑھاؤ۔ جب جوش آجائے تو اس کو اُمار کر چھان لو۔ تھوڑے گھی میں لوگ کڑکڑا کر اسی میں شربت کو چھوڑ دو۔ جب اس میں جوش آنے لگے تو چادل دھوکر چھوڑ دو، شربت کا پانی اس قدر ہونا چاہیے کہ چادل اس میں پک جائیں۔ جب ایک کھنی رہ جائے تو دودھ اور تھوڑی دیر کے بعد بالائی کو پانی میں پٹلا کر کے اور چھان کر ڈال دو، اور سفید الائچی، کشمکش صاف کر کے اور لوگ گ گھی میں کڑکڑا کر اس میں چھوڑ دو۔ جب دم پڑا جائے تو مغرب بادمام د مغرب پستہ باریک تراش کر چھوڑ دو اور عرق کیوڑہ چھوڑ کر سروپ سے یند کر دو کہ بھاپ نہ کلے، اگر کھا منظور ہو تو لمبی کا عرق پنچوڑ دو اور تلے اوپر کر دو اگر اس کو زیادہ خوش ذائقہ کرنا ہو تو دم کرنے وقت اس میں انناس یا کروزہ کے مربج کی تہ لگا دو اور اس صوت میں کاغذی ٹھوکے ہون پنچوڑ نے کی ضرورت نہیں

محنتانی حسنی نے توزیر پریس لکھنؤ میں پھپڑا کر فائز ضوان "۳ گئن روڑ لکھنؤ سے شائع کیا

وَرِصْوَانٌ مِنْ رَبِّهِ (الْحَمْدُ لِلَّهِ)  
اُوزانِ اللہ کی رضا مندی سے بڑی چیزیں

# رِصْوَانٌ

ماہنامہ

مُسْلِم خواتین کادی ترجیمان

اپریل

دفتر ماہنامہ رِصْوَانٌ لکھنؤ

"RIZWAN" Lucknow.

Regd. No. A-197



مرکتبہ اسلام گون و دلکھنؤ

پریل ۱۹۶۱ء درضوان شوال ۱۴۳۰ھ  
مدد حسنی کے گھنے، امداد اللہ عزیز  
معادون

## ترتیب مضمون

۱	دیر سید ابو الحسن علی ندوی	۱۱) اپنی بنت سے
۸	مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	۱۲) قرآن کا پیام
۱۰	محمد ثانی حسنی	۱۳) ارشادات رسول
۱۲	امۃ الشہرستیم	۱۴) حضرت فاطمہ بنت کعب
۱۴	احسن حیدری	۱۵) دعا (نظم)
۱۸	عائشہ خاتون مندرجہ	۱۶) اچھی رُخ کی کارروز ناجوہ
۲۲	سید حسین صدیقی	۱۷) ایشارہ و ہمدردی
۲۲	محمد خالد مفتاحی	۱۸) خورت سبیلیت بیوی
۲۸	جلیل احمد ناروی	۱۹) پچھے نمازی (نظم)
۲۹	عثمانہ خاتون	۲۰) ایک مکالمہ
۳۱	محمد ثانی حسنی	۲۱) ایک بیمار کی سفر
۳۹	خورشید غریزی	۲۲) فیشن کی پرستار سے
۴۰	خ - ر - ن	۲۳) ذرا لفظ

## بلا سکلان پھنڈا لا گئے۔

ہندستان کے لئے پاکستان کے لئے قوت فی پرچہ  
تین روپے تین روپے آٹھ آنے یہ ہے یا پانچ آنے

بلا پاکستان میں ارسال زر کا پتہ گئے۔

(ادارہ نشر اشاعت اسلامیات مصلح خیر الارض ملتان دمغزی پاکستان)

مقام اشاعت  
دفتر نامہ درضوان ۳، گون روڈ، لکھنؤ

لیکن ایسا نہیں ہے ملک کی اکثریت اس کو تسلیم نہیں کرتی، یہ صرف ایک ایسے شخص کے ذہن کی پیدادار ہے جو فرانس کا پروردہ ہے، جس کا یہ کہنا ہے کہ میں اور میرا ملک عربی زبان تو بولتا ہے مگر عربی نہیں خالص یورپن ہے اب ایسے شخص سے آپ کو اور حکم کیا امید ہو سکتی ہے، صرف رونا اس کا ہے کہ اس کا اثر ملک پر کیا پڑے گا اور ساری دنیا یہ دیکھ کر کیا کہے گی کہ یہ نازیا احکام ایک مسلم اور عربی حکمران کی زبان سے صادر ہو رہے ہیں، یہ وہ باقی میں جن کو من کر سر نداشت سے بھگا جاتا ہے۔

لیکن اس تاریکی میں ایک دوسرا چراغِ روشن ہوتا ہے جو اندھیر کو روشنی بخشا ہے اور مسلمانوں کی اشک شوئی کرتا ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ فی نفسہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، ایک مسلمان کی شان ہی یہ ہونا چاہیے کہ وہ ہر مجلس اور ہر محفل میں اپنی اسلامیت کا بر ملا اظہار کرے مگر ایسے تاریکاً دو مریں جب کہ اہل حق کا اپنی حق پرستی کا اظہار کرتے ہوئے شرما میں، یہ واقعہ ایک مشعل ہدایت سے کم نہیں۔

اسی ماہ رمضان میں جس کو گئے ہوئے چند ہی دن ہوئے ہیں لدن میں انگلستان کی ملکہ الز بیٹھ کے اعزاز میں لندن کے میرے نے دو پھر میں دعوت کی، اس دعوت میں سارے ان ملکوں کے وزراء عظم کے ہاتھوں میں ہو، جس کا ذہن ددماشِ بودپ کے ساتھ میں ڈھلا ہو تو اس ملک کی مٹی اس طرح پلید ہوتی ہے کہ خدا کے ان صریح اور صاف احکام پر میسر چلایا جانے لگتا ہے جن میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی اور نہ قیامت تک کسی قسم کی تبدیلی کی جاسکتی ہے، کسی نے کہا ہے۔

چوکفرزاد کعبہ پر خیزد کجا ماند مسلمانی کے وزیر عظم سنکو بعد از حمن اور پاکستان کے صدر جنرل ایوب خاں میں۔

## اپنی بھنو سے!

ابھی ایک بھی سال کی بات ہے کہ گز شہر رمضان میں ٹیونس کے صدر جیب بورقبہ نے اپنے ملک کے مفتی اعظم سے کہا کہ وہ سرکاری کام کرنے والوں کے روزوں کے معاف ہونے کا فتویٰ دیں۔ مفتی اعظم نے اس بے باکانہ جرأت سے انکار کر دیا۔ ٹیونس کے صدر نے مفتی اعظم کی اس حکم عدوی پر سخت نادیکی کا اظہار کیا اور ان کو اس بڑے عہدہ سے ہٹ جانے کو کہا۔ مفتی اعظم نے صدر بورقبہ کی حکم عدوی کو، خداوند خدوں کی حکم عدوی پر ترجیح دی اور اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

یہ واقعہ ہے اس ملک کا جو عربی نژاد ہے، جس کی اکثریت خالص مسلمانوں کی ہے جو مسلمانوں کا ایک طرح کا مرکز ہے، جس ملک کی زبان قرآن و حدیث کی زبان ہے لیکن اس کو کیا جائے کہ جب ملک کسی ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہو، جس کا ذہن ددماشِ بودپ کے ساتھ میں ڈھلا ہو تو اس ملک کی مٹی اس طرح پلید ہوتی ہے کہ خدا کے ان صریح اور صاف احکام پر میسر چلایا جانے لگتا ہے جن میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی اور نہ قیامت تک کسی قسم کی تبدیلی کی جاسکتی ہے، کسی نے کہا ہے۔

چوکفرزاد کعبہ پر خیزد کجا ماند مسلمانی

اور اسکی بخاہوں میں بھی لوگ صاحب عزت و خلقت ہیں جو کسی سے مرحوب نہیں  
ہوتے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور حق کی رستی کو نہیں چھوڑتے۔  
ہم کو بھی چاہیے کہ اس دور میں جب کہ اسلام کا نام لینا اور اس کا کام کرنا  
قابل شرم سمجھا جاتا ہے۔ ہم اپنے اسلام کا نام لیں، ہر مجلس اور ہر جلس میں اسکی  
بلندی اور ترقی کا خال رکھیں اور کسی وقت بھی اس کا نام لینے سے نہ رہا۔ اس  
اور دوسری تہذیب جوں سے مرحوب نہ ہوں، خدا نے جب ہم کو ایسا دعا میں منصب  
اور حکمت اعزاز نصیب فرمایا ہے تو ہم کوں مرحوب ہوں، احساسِ کثری قوموں کو  
تباه کر دیتا ہے ان کا عزیز ماہِ میاد دیتا ہے، ان کے منصب کی بلندی کو چھین  
لیتا ہے اور آخر کار وہ قومیں عزت کے بلند مقام سے گرا کر دلت و دربوائی کے  
سمدر میں ڈبو دی جاتی ہیں اور پھر وہ صدیوں علامی میں ذیلیزِ مددگری میں  
ہیں۔ اور پھر ایسی قوم جس کے پاس آسمانی نہ مہب ہے، آسمانی کتاب ہے۔  
محکم اور پالدار اصول ہیں، سچے اور روشن احکام ہیں، قرآن و حدیث کا خفظ  
مجموعہ ہے، بزرگوں کی مقدس زندگی ہے، روشن اور شاندار ماضی، مضبوط  
اخلاق و کریمتر کی ایک طویل تاریخ ہے۔ ایک ایسی تہذیب، ایک ایسا  
تمدن، ایک ایسا طریق زندگی ہے جس نے ساری دنیا کو انسان بنایا، ساری  
دنیا اسلامی تہذیب و تمدن کی بھکاری تھی اور اسلام کی تعلیم سے مستفاد  
ہو رہی تھی لیکن تعلیم دینے والے ہی سو گئے اور ان کی زبانیں بند ہو گئیں جا لائیں  
دنیا ہمہ تن گوش ہو کر سُن رہی تھی۔

زمانہ بڑے شون سے سُن رہا تھا  
ہمیں سو گئے داستان کہتے کہتے

ان تینوں ملکوں کے سربراہوں نے اپنے اس جرأۃ مندانہ اقدام سے  
اسلام کے نام کو روشن کیا اور مسلمانوں کے سردار کواد سجا کیا، انہوں نے یہ  
عمل کر کے ساری دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کا نام لینا اور اس کے احکام پر  
عمل کرنا کوئی شرم کی بات نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر کوئی اعزت نہیں اور پھر  
یہ اقدام کسی ایسے ملک میں نہیں کیا گیا جہاں کی اکثریت مسلمانوں کی ہو بلکہ  
ایسے ملک میں ہوا جہاں کی اکثریت غیر مسلم ہے جو خالص پورپن تہذیب کا مرکز  
ہے جہاں بڑے بڑے ہمت و اعلیٰ اپنی ہمت، پھر وہ دیکھتے ہیں اور پھر  
ایسی دعوت میں یہ کام کیا گیا جس کے شرکاء سوا ائے ان تینوں ملک کے سبکے  
سب غیر مسلم تھے، ان کا یہ اقدام سارے عالم کے سلمانوں کے لئے فخر و  
مبارکات کی بات ہے اور ان نوگوں کے لئے تازیہ اور عبرت ہے جو اپنے  
ملک میں جو خالص اسلامی ہے اسلام کا نام لینے ہوئے تھے ہیں۔

دو نوں واقعات کو ساخت رکھئے، دو نوں طرف کے سربراہوں کے  
خیالات کو دیکھئے تو تجھے یہ نکلے گا کہ صرف ہمت، احساس برتری اور مرحوبیت  
اور احساسِ کثری کا فرق ہے، کچھ غیر دوں میں اسلام کا نام لینے ہوئے  
ہیں شرماۓ بلکہ پورپنہ ہمت و استقلال سے اپنے قول فعل سے اسلام  
کی برتری کا اظہار کرنے ہیں اور ایک اپنوں اور خالص اپنوں میں اسلام کا  
نام لینا قو در کار اسلامی احکام کو پامال کرنا نظر آتا ہے۔

ان دو نوں تفاصیل و واقعات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ  
اس پرخور کریں اور دل میں کس کو عزت کا مقام ملا، آج ساری دنیا ان  
سرداروں کے ضمیر کی بلندی اور عمل و کواد کی پختگی کو داد دینے پر مجبور ہے

وہ چندہ ارسال نہیں کرتے اور حب اون کو دی۔ پی ارسال کی جاتی ہے تو وہ اپس آجاتی ہے، جس سے دفتر کو بڑا خسارہ ہو جاتا ہے اور بعد میں چندہ بھیجنے سے کمی پوری نہیں ہوتی اور اگر دی۔ پی ارسال نہ کی جائے تو کمی کمی ماہ گزر جاتے ہیں اور چندہ نہیں آتا، یہ خود خریداروں کے خیال لکھنے کی بات ہے، اگر ان کو یہ رسالت عزیز ہے اور مفید خدمت انجام دے رہا ہے تو اس کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہیے، کچھ سریدار ایسے ہیں جو پتوں کی تبدیلی کے بعد بھی اطلاع نہیں کرتے اور کمی کمی ماہ رسالت ان کے پسلے پستہ پر جاتا رہتا ہے اور کمی ماہ بعد وہ شکایت کرتے ہیں کہ ان کو رسالت نہیں مل رہا ہے اور وہ فلاں جگہ پر ہیں۔ آپ ہی خالی کیجئے کہ اس میں کس کا قصور ہے؟

ڈاک کی بدنظمی کی وجہ سے رسالت بہت ضائع ہو رہا ہے اور دفتر کو کافی خسارہ ہو رہا ہے، اس لئے براہ کرم زیادہ مدت کے بعد اطلاع نہ کیا کریں۔ رسالت نہ ملنے پر فوراً اطلاع آنی چاہیے، کسی بھی تاریخ میں شکایت آئے گی رسالت اپنی مقررہ تاریخ ہی پر ارسال کی جائے گا، اس تاریخ کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ رسالت ہر راہ کی تاریخ کو پوٹ کیا جاتا ہے۔

ارسال نہ رکے وقت کوپن پرانگریزی میں صاف پتہ ہونا چاہیے۔

اگر ہم کو حقیقی عزت مطلوب ہے تو ہم انھیں، اسلامی احکام کو اپنائیں، دوسروں کو بنائیں، اپنے اخلاق دکروار، اپنی خدمت دنگساری، مسلسل عمل اور سچے یقین سے دنیا کو اپنا گردیدہ بنائیں اور گرتی ہوئی انسانیت کو تباہی سے بچائیں۔ اگر ہر مسلمان بھائی اور بہن اس بات کا غیرہ کر لے کر دہ اپنے پیارے نہ ہب کے اصول اور کسی حکم کو نہ چھوڑے گا بلکہ دوسروں کو ان احکام کا نابغ بنانے کی کوشش کرے گا تو جہالت بھی منے گی، بُرائی بھی ختم ہوگی، ذلت و رسوائی بھی دور ہوگی اور ہر نگاہ ایسے آدمی کو وقت کی نگاہ سے دیکھئے گی اور ادب سے بڑی باتیں یہ ہے کہ پاک پوردگار اپنی رحمت کی آنکوش میں لے گا اور دنوب بھماں کی زندگی سنور جائے گی۔ آئیے ہم سب مل کر اشتعالیٰ کی بتلانی ہوئی اس دعا کو پورے خلوص سے پڑھیں دیتا آئَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَ قِنَا عَذَابَ الْمُتَادِه

۱۱۳

اوے ہمارے پوردگار ہم سب کو دنیا میں بھی اچھائی عطا فرم اور آخر تسلیم بھی بھلائی عطا فرم اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

یہ بات چھپی دھلکی نہیں بھی کہ ”رضوان“ اپنے مقصد میں بڑی حد تک کا میاب ہے اور ہر طبقہ میں اسکی مانگ بڑھ رہی ہے اور خوشی کا اطمینان کیا جا رہا ہے اور ہم اسی کی جا رہی ہے لیکن یہ بات پر مشان کن ہے کہ اکثر خریدار حضرات صرف اپنی سُستی اور غفلت میں اس کے ساتھ پورا تعاون نہیں کرتے اور بعد میں ان کو احساس ہوتا ہے، وہ غفلت میں کوتا ہی یہ ہے کہ جب ان کو لال چٹ کے ذریعہ ختم خریداری کی اطلاع کی جاتی ہے تو

او روپیوں کی تکمیل فرمائی، صحابہ کرام آپ کی اس محنت کا تذمیر ثبوت ہے۔  
تیسرا درجہ شعبہ، کتاب حکمت کی تعلیم ہے۔ یعنی قرآن مجید جبکہ قاری  
تلادوت کرتا ہے، پھر اس کے بعد وہ تربیت کرتا ہے، اس کے بعد قرآن مجید کی  
تفسیر بھی کی جائے، اسکے حقوق بیان کئے جائیں، اسکے علوم و معارف کا اظہار  
کی جائے اور قرآن کریم کے جو مقاصد ہیں ان کو ظاہر کیا جائے، پھر قرآن مجید کے  
پڑھنے والوں، اسکے سکھنے والوں، اسکے سُنْنَتے والوں اور اس کے حاملین میں  
دین کی سمجھ پیدا کی جائے۔ یہ مطلب یعنیہ الكتاب والحكمة کا۔ اس طرف  
ایک جگہ اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو  
دین کی سمجھ خطا فرماتا ہے۔ یہ فرضی دلیل حقیقت قرآن کریم کے حاملین کے ہیں  
اور یہی انکی ذمہ داریاں ہیں، ان کے کمالات اور گوریاں کی سیرت ہے۔  
حامل قرآن کا کام صرف تلاوت اور اسکو صحت کے ساتھ ادا کر دینا کسی بس  
یا جلسہ میں قرآن سُننا دینا نہیں بلکہ حامل قرآن کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو حضور نے  
اشاد فرمایا۔ ”اس شخص کو عذاب دیا جائے کا جس کو اس نے قرآن مجید کا علم دریا وہ  
پہلا شعبہ ہے! قرآن مجید کی تلاوت ہے، یہ شعبہ اتنا باندھے کہ اشتریا کو  
رات کو سوچا اور سوتا رہا، یہاں تک کہ صبح کی نماز قضا، ہو گئی۔ قرآن مجید کی بہت بڑی  
ذمہ داری ہو اسکو یاد کرنے کی، اس پر عمل کرنے کی اسی طرح اسکی ذمہ داری ہے  
کہ حامل قرآن کا دائرہ وسیع ہو، ان کے اخلاق کا میعاد اور تعلق باشد کا سیچار بلند ہو۔  
اشتری تعالیٰ فرماتا ہے فی صحف مکرمہ مرقومہ مصطفیٰ باہدی صفرۃ کوام بودہ، قرآن  
مجید بڑی عزت والے صحقوں میں ہے اور پاک کئے ہوئے ایسے سپردوں کے  
باکھوں میں اور ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں جو بڑے شریف اور پاکیاں ہیں بڑے  
الشروعے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حاملین قرآن کی یقینوں کرام برسر کا ہونا چاہئے جو قرآن  
مجید کو اٹھانے کا اور سدیمہ میں رکھنے کا جو صلمہ کرے اس کو ایسا بتا چاہئے۔  
(تلحیص)

# قرآن کا پیام

☆ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

هُو الَّذِي بَعَثَ فِي الْأَمَمِينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتَلَوَّهُ عَلَيْهِمْ  
آيَاتِهِ وَنَذِرَنَّ كَيْفِيهِمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةُ زَانَ كَانُوا  
مِنْ قَبْلُ لِفَيُضَلَّلُ مُشَيْنِينَ — وہ پاک ذات ہے جس نے  
کر آن پڑھوں میں ایسا پیغمبر بھیجا جو کہ ان کو قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر  
نہ تاہے اور ان کی تربیت فرماتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا  
ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے بڑی کھلی گمراہی میں تھے۔

اشتریا کو تعالیٰ نے یہ آیت رسول اشتری علیہ وسلم اور آپ کی نبوت کے منصب کے  
فرض اور اسکی ذرداریوں کے سلسلہ میں فرمائی ہے گویا کہ رسول اشتری علیہ وسلم  
کی نبوت کے چار شعبے قرار پائے ہیں  
پہلا شعبہ ہے! قرآن مجید کی تلاوت ہے، یہ شعبہ اتنا باندھے کہ اشتریا کو  
تعالیٰ نے نبوت کے منصب کے شعبوں کے سلسلہ میں اس کو بہت پہلے ذکر کیا ہے۔  
دوسرہ شعبہ، تربیت ہے، یعنی نفوس کی تربیت کہنا، اخلاق رذیلہ نکالنا  
اخلاق فاضلہ پیدا کرنا اور بڑی قرآن مجید کے نزول کا اہم ترین مقصد ہے، قرآن  
مجید کے نزول کا مطلب ہیں ہے کہ وہ صرف الفاظ اور حرفاً کی شکل میں  
کشیدہ میں اور اسکے بعد سیتوں میں محفوظ ہو جائے لوگ اس کو پڑھیں اسکو سُننا میں اور  
یاد کریں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ اسکے ذریعہ عقائد و اعمال اور اخلاق کی اصلاح ہو  
او قلب و نفوس کی تربیت ہو، رسول اشتری علیہ وسلم نے ان دونوں فرضیوں

نظر سے دیکھئے!

(۱) علاوہ خدا کا خوف آسان ہو لیکن ایسے موقع پر جب کوئی اُنکھی کھو دی جو خدا کا خون کرنا مشکل ہے، ایسے موقع پر خدا کا خون کرنے کی ہدایت ہے۔ (۲) خوشی کے وقت انصاف کی بات کہنا آسان ہے لیکن ناراضی کے وقت انصاف کہنا از حد مشکل ہے، ایسے وقت جب کہ غصہ ہو انصاف کرنے کا حکم ہے، گو باشمن کے ساتھ بھی انصاف کرو۔ (۳) فقر کے وقت تو آدمی اپنا ہاتھ روکتا ہے، ایسے وقت جب کہ دولت کی دلیل پیلی ہو میاہ روی کا حکم ہے اور اسراف کی ممانعت ہے۔ (۴) اس شخص سے تعلق قائم رکھنا آسان ہو جو خود تعلق قائم رکھے مگر اتنے والے اور تعلق قدم ہنے والے کے ساتھ تعلق قائم رکھنا مشکل ہے، ایسے ہی موقع پر تعلق قائم رکھنے کا حکم ہو۔ (۵) اسکو دینا جو خود نے کوئی مشکل کام نہیں، ایسے کو دینا جو خود ہاٹھ رکھ کے اور بخوبی کا حکم دیا ہے (۶)، اس کا خوف ظاہر و باطن میں (۷) انصاف کی بات کہنا خوشی و خصہ کی حالت میں (۸) فقر و قحطی میں میانہ معی (۹) اور کہ میں اس سے رشتہ جو روی جو مجھ سے قطع رسمی کرے (۱۰) اور اسکے دونوں جو محکم کو محروم رکھے (۱۱) اسکے معاف کر دیں جو مجھ پر ظلم کرے (۱۲) میری خاموشی خوبیوں کے ہو (۱۳) اور میری گفتگو خدا کی یاد ہو (۱۴) میری سکاہ عبرت ہو اور میری سکی کا حکم ہو۔ (۱۵) وہ نعمات جن کو اپنا کر انسان انسانیت و شرافت کے اعلیٰ میحوار کو پالتا ہے وہ ہر سکاہ کی ٹھنڈک، ہر دل کا سکون، ہر جان کی راحت بلکہ ہر ایک کے لئے مجھ پر خود رکھ بجا ہے، اس کے سب اپنے ہوتے ہیں کوئی اس کا پرا یا قمیں ہوتا، وہ جو دھڑک کرتا ہے لوگوں کی بیگانے فرش را ہیں کہ اس کا مستقبل کرتی ہیں۔

اگر کوئی ان ہدایات کو سامنے رکھ کر اپنے کو بنائے اور اپنی تربیت کر لے تو اسکے دل سے گناہ و لغرض کی پچائیں مکمل جاتی ہے، آئیے اب ذرا ان صفات کو گھری

# اُشاداء رسول

محمد ثانی حسنی

عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امری ربی بقمع خشیۃ اللہ فی المساۃ والعلائمۃ وکلۃ العدل فی القبض والرضا و القصد فی الفقر والغنى و ان اصل من قطعی دلیل من حرمی، واعفو عن ظالمی وان يكون حسمی فکرا و نطق ذکرا و نظری عبودة و آمر بالمعروف - (حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دینے میں مدد کر دیا تو اس کا حکم دیا ہے (۱)، اس کا خوف ظاہر و باطن میں (۲) انصاف کی بات کہنا خوشی و خصہ کی حالت میں (۳) فقر و قحطی میں میانہ معی (۴) اور کہ میں اس سے رشتہ جو روی جو مجھ سے قطع رسمی کرے (۵) اور اسکے دونوں جو محکم کو محروم رکھے (۶) اسکے معاف کر دیں جو مجھ پر ظلم کرے (۷) میری خاموشی خوبیوں کے ہو (۸) اور میری گفتگو خدا کی یاد ہو (۹) میری سکاہ عبرت ہو اور میری سکی کا حکم ہو۔

اگر کوئی اس کے سب اپنے ہوتے ہیں کوئی اس کا مستقبل کرتی ہیں۔

اگر کوئی ان ہدایات کو سامنے رکھ کر اپنے کو بنائے اور اپنی تربیت کر لے تو اسکے دل سے گناہ و لغرض کی پچائیں مکمل جاتی ہے، آئیے اب ذرا ان صفات کو گھری

بچھا شروع کر دی تو حضرت نسیہہ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں اور مرہم سپی کا کام  
اجام دے رہی تھیں کہ اس طرف حضور کو شمنوں میں گھرا ہوا دیکھا تو بے اختیار آ  
پنی مشکل پھینک دی اور تلوار کھینچ کر حضور کی حفاظت کو آگے بڑھیں اور ہر  
آنے والے تیر کو روکنے لگیں اور اس فدائیا نہ انداز میں لگوم گھوم کر شمنوں  
کے دار رکھتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے  
سو میں یہ فرمایا کہ جدھر میری نگاہ اٹھتی تھی تو نسیہہ کو سیدنا پر پاتا تھا۔  
انتہے میں شمنوں کا ایک آدمی آگے بڑھا اور بڑھ کر حضرت نسیہہ  
پر حملہ آئ رہا۔ حضرت نسیہہ نے اس کے دار کو روک کر ایسا بھر پور وار  
کیا کہ وہ تاب نہ لاسکا اور گر گیا۔ پاس ہی ان کے بیٹے عبد اللہ کھڑے  
تھے انہوں نے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا۔

حضرت نسیہہ لڑائی کے ساتھ ساتھ زخمیوں کی دیکھ بھال بھی کرتی  
جاتی تھیں، اس کا اندازہ اس سے کبھی کہ ان کے بیٹے زخمی ہو گئے تو نسیہہ  
نے تلوار روک کر فوراً ان کی مرہم پٹا کی اور کہنے لگیں لواب لڑا۔

ابن قمیر جو حضور کا بڑا شمن تھا آگے بڑھا اور کہنے لگا مجھ کو بتا  
محمد کہاں ہیں، اگر وہ نیچ گئے تو میں نہیں نیچ سکتا۔ نسیہہ بنت کعب اور  
مصعب بن عمير آگے بڑھے اور اس کے سامنے آگئے، ابن قمیر نے  
مصعب بن عمير کو شہید کر دیا اور نسیہہ کی گردن پر ایسا دار کیا کہ زخم  
آگی لیکن وہ آگے بڑھ کر حملہ آور ہوئی۔ نسیہہ رضی اللہ عنہا کے اس لڑائی  
میں تیرہ زخم آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت نسیہہ کی  
گردن کا کاری زخم دیکھا تو ان کے بیٹے عبد اللہ کو آواز دے کر فرمایا

## حضرت نسیہہ بنت کعب

نسیہہ بنت کعب مدینہ منورہ میں قبیلہ بنو بخار کی ایک خلیفہ المرتبہ خاتون  
تھیں، اسلام کی دخوت جب مدینہ منورہ پوچھی تو اس مبارکہ دخوت پر اول  
اول بیان کرنے والوں میں یہ بھی شامل تھیں، یہ اور ان کے شوہر زید بنت عاصم  
ان کے دونوں صاحزوادے بعد اشہار جلیب اسلام کے دل سے خدا تعالیٰ تھے  
اور حجج کے موسم میں منی کے قریب ایک گھانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی پہلی پہل زیارت کی اور حضور کی حفاظت اور مدد پر بعثت کی۔

مدینہ منورہ کی داپسی پر نسیہہ بنت کعب نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت  
کی کہ ان کے انہوں اسلام کی تربیت پیدا کر دی اور اسلام کی راہ میں فرمان بھجنے کا  
ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ چل کر ان صاحزوادوں نے اسلام کی راہ میں وہ وہ  
قریبیاں دیں جو دوسروں کے لئے مثال ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ محبت کر کے تشریف لائے  
اور انصار کو اسلام کے لئے مرہنے کی دعوت دی تو نسیہہ بنت کعب کے دونوں  
صاحبزادے جان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ عبد اللہ نے قوبہ میں شرکیوں کو  
خوب خوب جو ہر دکھائے لیکن ان کے بچوں نے بھائی جلیب ایک بھائی کی بنا پر  
رشکیا نہ کے لئے تیرے کے لئے تیار ہو گئے۔ عبد اللہ نے جب حضرت نسیہہ کی  
جنگ احمد میں جب شرکیوں کے زخمیوں کو گھیر لیا اور ہر طرف سے تیروں کی

اپنی ماں کے زخم کی مرہم پہی کر دے، اسدر تم سب کو برکت دے۔  
حضرت نبیہؓ کے لفظیں دایمان کو دیکھئے کہ حضورؐ کی اس آداب پر  
وہ کہتی ہیں اور اس حال میں کہتی ہیں کہ ان کے زخم سے خون فوارے کی طرح  
چھوٹ رہا ہے کہ یادِ رسول اللہؐ اس بات کی دعا فرمائی کہ اسدر پاک ہم کو بت  
میں آپ کی خدمت میں رکھے۔ حضورؐ نے یہی دعا فرمائی تو حضرت نبیہؓ نے

ترضی کیا اب مجھ کو کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کی کتنی تکلیف ہے۔

پردہ کا حکم نازل ہوا اور مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ ان کا جہاد یہی  
ہے کہ وہ اپنے بھرپوری میں رہ کر اسدر کی عبادت اور خدمت خلوٰت کرنی رہیں  
تو حضرت نبیہؓ بھی گھر میں رہ کر اپنے بیٹوں کو جہاد وغیرہ میں تیجھی رہیں  
حضرت نبیہؓ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسلمہ کذاب نے بوت کا  
دنیوی کیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی فوج گئی اور اس میں حضرت  
نبیہؓ کے چھوٹے بیٹے حبیب بھی گئے۔ مسلمہ نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان  
سے کہا کہ تم گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، انہوں نے انکار کیا تو مسلمہ نے  
ان کی بولی بونی گردی۔ حضرت نبیہؓ نے بہ جان کا ہ حادثہ سن کر صبر کیا۔

حضرت نبیہؓ کی تعلیم و تربیت کا بیٹے پر اتنا اثر تھا کہ حضرت جبیٹ نے  
دل ہلا دینے والی ساری تکلیفیں انہا میں مگر حضورؐ پر درود تکلیف نہ رہے اور  
مسلمہ پر لعنت کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے

اور مدد اسدر سے جاتے۔ حضرت نبیہؓ با وجود پردہ دار ہونے کے صبر نہ  
کر سکیں اور اپنے بڑے بیٹے عبید اسدر کے ساتھ مسلمہ کے مقابلہ میں شکل کھڑکی  
ہوئیں، اس وقت ان کی عمر بھی زیادہ ہو چکی تھی مگر ایسا فی جوش اتنا تھا کہ مسلمہ کی

نحو تبدداشت نہ کر سکیں اور ان مجاہدوں میں شرکیں ہو گئیں جو رسول اسدر  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لئے مسلیمہ کے مقابلہ صفت آرا  
ہوئے تھے اور ایک وقت ایسا آیا کہ یہ خود آگے بڑھیں اور حسم اور  
ہو گئیں۔ آگے آگے ان کے بیٹے تھے اور چاروں طرف مجاہدین اسلام  
حافظین ناموس رسالت بھوتے نبی پر حملہ کر رہے تھے۔ حضرت نبیہؓ  
با وجود بزرگی کے اور خدمت ہونے کے شیر فی کی طرح آگے بڑھ رہی  
تھیں کہ کسی دشمن نے ایسا فاریکا کہ ان کا ایک با تھد ضمائم ہو گیا اور وہ کافی  
زخمی ہو گئیں، لیکن اس اثناء میں انہوں نے اپنے بیٹے کی مدد سے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو بڑا نقصان پہونچایا۔

وہ جب مدینہ منورہ واپس ہوئی تو خود حضرت ابو بکرؓ ان کی خدمت  
میں حاضر ہوئے اور ان کی حیادت کی۔

ایک غرضہ کے بعد اس مجاہد خاتون نے اپنی کارامد اور مجاہداتی دلگی  
گزار کر، اور اپنے بیٹوں کو اعلیٰ تعلیم و تربیت دے کر دنیا کی زندگی کو خیر پا  
کھا اور جنتِ ایکسر میں آرام کیا، ان کے بعد ان کے بیٹے عبید اسدر ساری  
زندگی دین حق کی خدمت میں گزاری، اور بنی امیہ کے دُور بادشاہیت  
میں شہید ہو گئے۔

مبارک تھیں پر خاتون جنہوں نے خود دلیرانہ زندگی گزاری۔

رسول اسدر صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر قربانی دی، اسلام کیلئے  
زندگی گزاری اور قربانی دینے دیتے جان دی، بیٹوں کو مرد میدان بنایا  
اور حق پر قربان کر دیا۔ وہ خاندان مبارک ہے جس کے ایسے افراد ہوں۔

## محمد احسن حیدری

# دعا کا وکیل

یار بہیں تو صاحب ایمان بنادے  
دل اور نظر دنون سلمان بنادے

ایمان و یقین ذوق عبادت بھی عطا کر  
جو رزق دیا اس پہ فناخت بھی عطا کر

ہم تیرے گنہ گار سیہ کار ہیں بندے  
بدنام کرنندہ ہیں دل آزار ہیں بندے

بندے ہیں مگر تیرے خطا دار بہت ہیں  
پر اپنی خطاوں پیشہ مسار بہت ہیں

محبوب خدا سرورِ کونین کے صدقے  
خاتونِ الرم حضرت حَسَنَتْ نین کے صدقے

اے قادرِ مطلق تو ہمیں خوشحال بنائے  
ذلت کا ندامت کا پڑا جال ہئادے

کرہم کی پہ ہمیشہ تو رسم لے مرے مالک  
ہر وقت رہے نظرِ کرم لے مرے مالک

احسن کی دُعاوں میں خدا ان اثریں  
راضی جو کرے تجھ کو دہی قلبی نظر دے

۱۶

بہارک اور معزز خاتون ہر مسلم خاتون کو حنفیت کے لئے جیتنے  
اور حنفیت کے لئے مرتبہ کی دعوت دیتی ہیں اور آج کے اس تاریک  
احوال میں جب کہ گھرانے کے گھر ان فی اسلامی تعلیم و تربیت سے محروم  
ہوتے جا رہے ہیں، ایسی ہی مادل کی ضرورت ہے، جو اپنی اولاد کو صحیح  
راستہ پر لگانی میں اور ان کی فتوؤں کو ضائع ہونے کے بجائے کارآمد بنائیں۔  
سچا آج کی خواتین اس بہارک اور محترم خاتون کو اپنے لئے نہ  
بنائیں اپھی زندگی گزارنے کا تجہیہ کریں گی؟  
کون عقلمند خاتون ہے جو اس دعوت پر لپیک کر کر دنیا و آخرت  
کی بھلائی حاصل کرنے کو تیار ہے؟

کی کتاب بیان لصاکھین کا سلیس اور عالم فہم از ترجمہ  
مشہود حکایت نوادرہ مقدمہ :- علامہ سید سلیمان ندوی رحم  
متوجهہ :- امداد اسرار تحریک مقدمہ :- علامہ سید سلیمان ندوی رحم  
امام ندوی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب بیان لصاکھین کا سلیس اور  
عام فہم ترجمہ، جس میں بخاری، مسلم، ترمذی و رابد اور دیگر کی مدد میں صحیح روایات  
ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے  
روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے اور جو صحیح روایات تقویٰ ہے،  
اخلاص و ایمان پیدا کرنے کے لئے اکیرا کا حکم رکھتی ہے۔ کتاب بہترین دینی مصلح  
و مرثی اور مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر خوالن کے پیشے پہلے قرآن مجید کی آیات میں ترجمہ  
پھر احادیث میں تقویٰ ہے۔ تقویٰ مکمل مجلد متعال  
مکتبۃ الاسلام ۲۳، گوئن در دڑ - لکھنؤ

عائشہ خاتون سندھی

## اچھی لڑکی کا روز نام جا

ایک اچھی لڑکی رات کو سوکر صبح سورے اپنے بستر سے کلہ پڑھتی ہوتی اُنھی کے سوکر اور مادر کے سب بزرگوں کو سلام کرتی ہے پھر ضروریات سے فارغ ہو کر دھو کرتی ہے اور صبح کی نماز پڑھتی ہے نماز پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہے، تلاوت کے بعد ناشستہ کرتی ہے۔

اس کے بعد اسکول جانے کی تیاری کرتی ہے۔

اسکول میں طحیک وقت پر پوری بخش کر اُستاذ نبوں کو ادب سے سلام کرتی ہے۔ سہیلبوں اور ہم سجاعت لڑکیوں سے اچھی طرح ملتی ہے اور درجہ میں جوڑھایا جاتا ہے، اس کو بغور سُن کر اور مسجد کر دل نشین کرتی ہے، اسکول میں اس کی بڑی عزت ہوتی ہے، اور سب اُستاذیاں اس کو اچھا کہتی ہیں۔

اسکول کی بھنسی ہونے کے بعد اپنے گھر آتی ہے اور ناشستہ وغیرہ کر کے تھوڑی درآمد کرتی ہے۔ اسکول کا جو کچھ کام ہوتا ہے اس کو پورا کرتی ہے اور پھر بھائی بہنوں کو بھی پڑھاتی ہے، ماں باپ کا ادب کرتی ہے۔

کیونکہ ماں باپ کے قاموں کے پیچے جنت ہے، اس لئے ماں باپ کا ادب کرنا اور ان کا حکم ماننا ضروری ہے، مگر کے کاموں میں ان کی مدد کرتی ہے۔ لڑکی اپنے ماں باپ کی پیاری اور سب عزیزوں کی دلاری ہے۔

کیونکہ اس کی خصلت بہت اچھی ہے، اپنے بھائی بہن سے لڑکی بھرگتی نہیں خود ہر وقت گھر کا اور اسکول کا کام کرتی ہے۔ خود نیک طبیعت پاکر خصلت ہے اس لئے ظاہری صفاتی کے ساتھ ساتھ باطنی صفاتی یعنی دل کی پاکیزگی کا بھی خیال رکھتی ہے، نہ تو کسی سے لڑکی ہے نہ بھرگتی ہے، اپنے کاموں کو پورا کرتی ہے، ماں باپ کے حکموں کو ماننے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے، اس لئے کہ اسی میں سعادت دنیاک نجیگی اور آئندہ کی خوشی مضمرا ہے، اس کے دل میں نہ کہنے ہے نہ بعفن و کپٹ نہ عداوت، وہ یہ سمجھتی ہے اور اس کو یہ کامل تھیں ہے کہ ہم دنیا میں چند روز کے لئے آئے ہیں پھر ہمیں اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اللہ کے وہاں صرف ہماری نیکی ہی کام آئے گی، اس لئے اپنے بھائیوں اور غریب ہم سایہ لوگوں کی مدد کرتی ہے، نماز پڑھتی، رعایتی رکھتی اس کے بعد اسکول جانے کی تیاری کرتی ہے۔ کہ دنیا میں نیک نامی حاصل ہو، اور آخر سلوق خدا کو فائدہ پہنچانی ہے۔ کہ دنیا میں نیک نامی حاصل ہو، اور عقبی میں سنجات ہے، اس کو اس بات کا قیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہم کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے کی بندگی و پرستش اور عبادات کرتے رہیں، اس نے ہم کو جو حکم دیا ہے ان کی بوجا لا لائیں۔ ہمارے پیدا کرنے کی اللہ تعالیٰ کی غرض یہی ہے کہ ہم اس دنیا میں چند دنوں رہ کر آخرت کے لئے نیکی کا زیج بوئیں تاک عقبی میں اس کا پھل یعنی ثواب جنت کی صورت میں حاصل ہو سکے۔ یہ جب ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم علم حاصل کریں۔ جب تک ہم کو علم حاصل نہیں ہو گا نہ تو ہم اپنے آپ کو پہچان سکیں گے نہ اپنے خدا کو پہچان سکیں گے۔ جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کریما میں فرمایا ہے۔

آنے والی زندگی کے لئے پورے طور سے تیار ہو جو عقلمند آدمی کا کام ہے۔ بہت سی چیزیں انسان علم ہی کے ذریعہ سے حاصل کر سکتا ہے اور بعض چیزیں اپنے بڑوں کے پاس رہ کر ان کی صحبت سے حاصل کر سکتا ہے نیک لڑکی دوڑوں باتوں کا خیال رکھتی ہے اور اسکوں کے نام کاموں کو روشنہ پورا کرتی ہے۔ لگھر میں آنے کے بعد اپنے ماں باپ بھنوں کو کام کاچ کرنے دیکھتی ہے تو پھر وہ خود سیکھنے کی کوشش کرتی ہے اور ان کا ہاتھ بٹاتی ہے بہت سی باتیں سینے پر ورنے کشیدہ کاری اور طرح طرح کے کھلنے پکانے کی تربیتیں سب سیکھ گئی ہے، یہ بھی اس کو اندازہ ہو گیا ہے کہ کتنے گوشت میں کتنا نمک اور مصاکھہ وغیرہ ڈالنا چاہیے۔ غرض کہ پڑھنے لکھنے میں پہنچا اور امور خانہ داری بھی لگھر کے کام و کاج میں سلیقہ مند ہو شیار ہے اور اس کے سہستی و کاہی کو سوں دوڑ، اوقات مقررہ کے مطابق ہر ایک کام کو پورا کرتی ہے، واه واه! اپھی لڑکی خایاں صدر محنت۔

## عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مذہب ایں کہ

# حسن و معشر

حترمہ خیر النساء حمدہ اللہ ماجدہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی  
سلان ریکوں کی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈالنے والی کتاب جس میں بخی ہدایات کے مراکح ہو چکا ہے۔  
یکے سے سرالیں تک کے جملہ امور خانہ داری سلیقہ شماری، رہنمائی اور اوقات کے استواری کے ڈھنگ بتابے کئے ہیں۔ قیمت ۱۰ روپے۔  
مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

کہ چوں شمع پے علم باید گداخت  
کہ بے علم نتوں خدار اشناخت  
علم برطی دولت ہے۔ علم ہی کے انسان کے اندر وہ خوبیاں اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ دین دنیا کے کاموں کو صحیح طور سے انجام دے سکتا ہے، علم خدا کی رحمت اور اس کا فور ہے، اسی علم کی بدولت انسان میں روشنی پیدا ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ خاکی پتلے انسان کو دنیا میں پیدا کیا جائے تو بے ہپلے حضرت آدم کو علم سکھایا اور فرشتوں سے سوال کیا کہ تم پہنچنے آپ کو آدم سے بڑا سمجھتے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ، فرشتے جواب نہ دے سکے اور حضرت آدم نے علم کی بدولت فرشتوں کے سامنے افسر توالے کے سوالوں کا جواب دیا، پھر اسے تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں ہی انسان کے پیدا کرنے کی مصلحت کو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم حضرت آدم اور فرشتے جو ہے کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ ہمارے باپ آدم کو علم ہی کی وجہ سے نام چیزوں پر حصتی کہ فرشتوں پر فضیلت و برتری ملی۔ پس نیکے بچوں کا صحیح راستہ یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کے نفس قدم پر چلیں اور ان کی پیراش نعمی علم کو حاصل کریں۔ پس خوش نصیب ہیں وہی بہنیں جو پڑھاتی اور پڑھاتی ہیں اور دوسروں کو نیکی کا راستہ بتانی ہیں جیسا کہ اس اپھی لڑکی کا طریقہ ہے، جن کا ذکر اور پرہیان ہو چکا ہے۔

دنیا کی زندگی میں ہر طرح کے حالات اور ہر طرح کے واقعات پیش آتے ہیں ان کو بسر کرنے کے لئے انسان کے لئے ضروری ہے کہ بچپن ہی سے

بہانے سے اٹھ کر بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دو توں میاں بیوی اور پتوں نے فاقہ سے رات گزاری۔ اسی کے متعلق اور پر کی آیت نازل ہوئی۔ اس شم کے متعدد و ماقعات ہیں جو صحابہ کے یہاں پہنچ آئے چنانچہ ایک دوسرا دافعہ اسی قسم کا لکھا ہوا ہے۔

ایک صحابی روزہ پر روزہ رکھتے تھے، افطار کے لئے کوئی پھر کھانے کو میسر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے تازیا۔ بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک ہمان کو لاوں گا جب کھانا شروع کر دیں تو تم چسرا غ درست کرنے کے چلے سے بجھا دینا، اپنے ہمان کا پیٹ بھر جائے اور خود نہ کھانا، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ساتھ سب شرکیک رہے، جیسے کھاد رہے ہوں۔ صبح کو حضرت ثابت جب حضور کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ رات کا تھارہ اپنے ہمان کے ساتھ برداشت ہوئی تھا اس کو بہت ہی اپندا آیا۔

## فضل کر من

اذ۔ مولانا سید احمد حسن علیہ السلام  
چودھوی صدی کے مشور و مقبول بزرگ اور عالم حضرت مولانا فضل الرحمن رضی را ابادی کی موناخ  
چاتا، آپ کے ارشادات و مقتضائے مشہور علماء کے تاثرات اور آپ کے نہایت ماکر حالات پر مشتمل ہے  
کتابت و طبع ادب جا ذہن نگاہ۔ سازیز ۱۵۲ صفحات۔ مجلد قریت دو روپیہ آنکھا آنے  
مکتبہ اسلام، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

## ایثار و همدادی

ایثار کرنے ہیں اپنی ضرورت کے وقت دوسرا کو ترجیح دینا اول تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہر رادا، ہر عادت ایسی تھی کہ جبکی برا بری تو دو دن کا اس کا پچھا بھی پر تو یا حستہ کسی خوش قسم کو نصیب ہو جائے تو عین سعادت ہے۔ لیکن بعض عادتیں ان میں ایسی ممتاز ہیں کہ انہیں کا حستہ ہیں، ان کے مخلص ایثار ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے کلام پاک میں اسکی تعریف فرمائی ہے اور *بُوْثُرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةً* میں اس کی صفت کو ذکر فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اور دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گوآن پر فاقہ ہی ہو۔ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی، حضور نے اپنے گھر آدمی بھیجا، کہیں پچھرنا ملاؤ حضور نے صحابہ نے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات ہماں قبول کرے، ایک انصاری صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہماں کر دیں گا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور کے ہمان ہیں جو اکاام کر سکو اس میں کمی نہ کرنا اور کوئی پھر سچھا کرنے لکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم پتوں کے قابل کچھ تھوڑا اسار کھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں، صحابی نے فرمایا بچوں کو بھاکر ملا دینا۔ جب سو جائیں تو کھانا لے کر ہمان کے ساتھ شرک ہو جائیں گے تو چدائ غ درست کرنے کے

آج کی فرصت میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ایک عورت بحیثیت بیوی کی  
تک اپنا یہ فریقہ ادا کر رہی ہے، انجارہ واقعات کا تعلق جہاں تک ہے یہ  
بات دیکھنے اور سننے میں آئی ہے کہ آج کوئی گھر اور کوئی غاندان ایسا نہیں  
جہاں زندگی کے حسین لمحات باہمی نفاق سے بے لطف نہ ہوں، باہمی تعلقات  
لذتی چھلکڑوں سے خراب نہ ہوں، بلا امتیاز ذات و نہب سارا خاندان ایک  
دیکھی ہوئی بھٹی اور آقش فشاں کی طرح ہے، ان واقعات کا تعلق زیادہ ان  
گھرانوں سے ہے جن کی عورتیں زیادہ تر رخوت و سرکشی، غرور و خود بنی جیسے  
ہملاک امراض میں بنتا ہیں، کسی نے احوال میں جانے سے وہ سب کچھ اپنے  
آپ کو ہی سمجھنے لگتی ہیں۔ دوسروں کو کچھ نہیں گردانیں، اپنی عقل و سمجھ اور  
علمیت کا سکھ جانے کے لئے ہر چیز پر اختراض کرتی ہیں، ان سب بالوں کا  
یتتجھی ہوتا ہے کہ انکی کسی سے پتھی نہیں۔ اولاً سسرال والوں سے ناچاقی  
ہوتی ہے اور پھر پڑھتے پڑھتے شوہر کی ذات تک پہنچ جاتی ہے، باہمی کشیدگی  
بن سکے، باہمی تعلقات خوشگوار ہوں۔

پیدا ہو جاتی ہے اور پھر یتتجھی ہوتا ہے کہ وہ فوں میں عارضی یا استقل طور پر  
علیحدگی ہو جاتی ہے، یا کبھی نوبت خود کشی تک پہنچ جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرد فطرتاً حکومت پسند واقع ہوا ہے، وہ ایسی عورت کو  
فریقہ ادا کرے۔ شوہر کی مسیرت دریافت میں ہمدرم اور درجخ والم میں سمجھی  
و مساز ہو، قلب مجھے درج اور پریشانی احوال میں چارہ ساز اور مخلص  
غسلدار ہو، بے تابوں اور بیقرار ہو کے وقت گھوڑا سکون ہو، گھر کی ملکہ  
اور امور غانہ داری میں ایک نظمہ کی حیثیت ہو، فصل انسانی کی ترقی و بلندی  
کے لئے اسکی گود پہلی تربیت گاہ اور اس کی حیثیت ایک محلہ کی ہو اور زندگی  
کے سرمایہ کی پہلی پابان ہو۔

## عورت بحیثیت بیوی

مردم بے زوج در عالم نیت نہ در خانہ بحمد پھول میت اند  
تبدیل پرید ز زن و شومنزل گوئی ہر دو دو مصروف کیاں بیت اند  
اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ ایک لذت کی خواہ وہ تعلیم یافہ ہو یا بغیر پڑھی  
لکھی ایک نہ ایک دن کسی کا گھر بسانا ہے اور ہر لذت کے لئے یہ ضروری  
ہے کہ اس میں وہ خوبیاں زیادہ سے زیادہ موجود ہوں جن کی بنا پر زوجین کو  
گھر یا زندگی کی مسیرت میں پوری طرح حاصل ہو کیں، شوہر کا گھر جنت کا نام ہے  
بن سکے، باہمی تعلقات خوشگوار ہوں۔

رشیعت کی نگاہ میں ایک بیوی پر فرض ہے کہ اس کی حیثیت شوہر  
کے لئے فریقہ حیات کی ہو جو شوہر کی زندگی کے ہر شیب فراز میں رفاقت کا  
فریقہ ادا کرے۔ شوہر کی مسیرت دریافت میں ہمدرم اور درجخ والم میں سمجھی  
و مساز ہو، قلب مجھے درج اور پریشانی احوال میں چارہ ساز اور مخلص  
غسلدار ہو، بے تابوں اور بیقرار ہو کے وقت گھوڑا سکون ہو، گھر کی ملکہ  
اور امور غانہ داری میں ایک نظمہ کی حیثیت ہو، فصل انسانی کی ترقی و بلندی  
کے لئے اسکی گود پہلی تربیت گاہ اور اس کی حیثیت ایک محلہ کی ہو اور زندگی  
کے سرمایہ کی پہلی پابان ہو۔

آپ کو سرال کے ماحول میں اسافی سے ڈھان لیتی ہیں۔ سرال والوں اور خوش ہونا، خوش رہنا اور ہفتا پسند کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسی مسکراہٹ ہو جس کو وہ پاک دنیا کے سارے انکار کو بھول جائے، کوئی ایسا دل ہو جو صرف اسکی یاد میں تڑپے، کوئی ایسی آنکھ ہو جو صرف اس کے لئے آنسو رہا۔

بادی النظر میں اسکی اہمیت کو نہیں خاص نہیں معلوم ہوتی لیکن اگر خود کیا جائے تو صرف خودت کی مسکراہٹ ہی ایک ایسا سحر ہے جس سے مغفرہ سے مغفرہ، ظالم مرد بہت اسکافی سے زیر ہو سکتا ہے، مگر افسوس ہے کہ آج کی بیویاں اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں۔ ایک بیوی میں اگر یہ تمام خوبیاں موجود ہوں تو خدا کی قسم وہ شوہر کے لئے بمنزلہ روح ہے اور دلکش زندگی کے ہے، اسی طرح آج بہت سی عورتوں میں فرائش کا ایک ایسا عیب ہوتا ہے جو اکثر باہمی اختلافات کے دربعے تک پہنچا دیتا ہے۔ خواہ شوہر کو اتنی دست، ہو باندھ ہو۔ ہر ہنوار کے موقع عمدہ پوشان، نئے ڈیزائن کے نیکتا اور نئے جوڑے جوڑے دغیرہ کی فرائش ہوتی ہے، اور اگر نئی روشنی کی دللاہ ہے تو پھر اسک، تیل پالش، اسنہ اور کریم پاؤڈر کی اور ان سے بڑھ کر گرائے گلاب پھر کی فرائش کرتی ہے۔

اگر شوہر نے اس ناجائز فرائش کی تکلیف کی تو بہت خوب۔ اور اگر نہیں تو سارے احساسات پر پانی پھیر دے گی اور کہے گی کہ۔ مادریت منک خیراً قط (میں نے کبھی تم میں بھلانی دیکھی ہی نہیں)

حققت ہے کہ گھر یہ زندگی کو صرف وہی لڑکیاں کا میاپ بناسکتی ہیں، جن میں تھمل دبرداشت اور برباری کا ادھر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر وہ اپنے

آپ کو سرال کے ماحول میں اسافی سے ڈھان لیتی ہیں۔ سرال والوں اور شوہر کی ان بالوں پر جوان کے مزاج کے خلاف ہوتی ہیں، بلکہ چینی نہیں کرتی ناجائز فرائش سے دور رہتی ہیں۔ خود ہی اپنی سلیقہ شعاری سے ان ہی جیسی ہو جاتی ہیں۔ دُلکھ اور مصیبت کو منہسی خوشی برداشت کر لیتی ہیں اور پھر شوہر کی خفگی اور برم مزا جی کے وقت صبر و تحمل سے کام لیتی ہیں۔

شوہر کے لئے ایسی بیوی ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتی ہے، ان کا گھر پر بہارِ گلشن ہوتا ہے، شوہر کو اس سے سکون و راحت، سرث شادمانی میسر ہوتی ہے اور پھر دنیا کے سارے انکار و آلام کو اس خوشی کے سامنے بھول جاتا ہے۔

لے کاش! آج کی بیویاں اپنی حیثیت کو پہچانتیں، خوش معاملی، سلیقہ کے ہے، اسی طرح آج بہت سی عورتوں میں فرائش کا ایک ایسا عیب ہوتا ہے جو اکثر باہمی اختلافات کے دربعے تک پہنچا دیتا ہے۔ خواہ شوہر کو اتنی دست، ہو باندھ ہو۔ ہر ہنوار کے موقع عمدہ پوشان، نئے ڈیزائن کے نیکتا اور نئے جوڑے جوڑے دغیرہ کی فرائش ہوتی ہے، اور اگر نئی روشنی کی دللاہ ہے تو پھر اسک، تیل پالش، اسنہ اور کریم پاؤڈر کی اور ان سے بڑھ کر گرائے گلاب پھر کی فرائش کرتی ہے۔

اگر شوہر نے اس ناجائز فرائش کی تکلیف کی تو بہت خوب۔ اور اگر نہیں تو سارے احساسات پر پانی پھیر دے گی اور کہے گی کہ۔ مادریت منک خیراً قط (میں نے کبھی تم میں بھلانی دیکھی ہی نہیں)

## باب رحمت

(اذ. ولدہ مولا ناید ابو الحسن علی ہمدی)

نظرتوں میں ہر قسم کی دعائیں اور ناجاتیں، جن کے پڑھنے سے خیراً قط (میں نے کبھی تم میں بھلانی دیکھی ہی نہیں)

دل امنڈ آتا ہے۔ قلت پچھ آنے  
حققت ہے کہ گھر یہ زندگی کو صرف وہی لڑکیاں کا میاپ بناسکتی ہیں، جن میں تھمل دبرداشت اور برباری کا ادھر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر وہ اپنے

مکتبہ اسلام۔ ۳۰، گوئن روڈ لکھنؤ

## سچے نہازی

جودیندار مومن ہیں سچے نہازی  
انھیں کو خدائی میں ہے سرفرازی

شہادت کا طالب ناب توبہ غازی  
ہو اکیا وہ تیر ا طرقِ حجازی

مکمل اگر ذوقِ قلیم ہو گا  
ترے نازِ اٹھائیں گی خود بے آنیازی

نہ دل میں ہے گرمی نہ سر میں ہے سودا  
ناب شجھ میں روگی نہ اب شجھ میں اذی

سلام اگر ہے تو پھر شجھ کو ذرکیا  
خدا خود کرے گا ترمی کار سازی

جد اگا نہ عصیا ر سود و زیاں ہے  
جو ہارا وہ جیتا محنت کی بازی

سنبھل گوش دل سے ذا آپ حامی  
یہ کیا کہہ رہی ہے نسیمِ حجازی

## ایاں مکالمہ

یہ مکالمہ سلم نسوار، اسکول بیتا پور کی درجہ سوم کی دو طالبات حدیث الفنا، اور  
فائزہ بھائی نے خواتین کے ایک بڑے اجتماع میں پیش کیا تھا جو بحید پسند کیا گیا۔

ایک راستے پر دوڑ کیاں چلی جا رہی ہیں جن میں سے ایک بیاہ بر قعہ میں لمبسوں  
دوسری فیشن ایبل بیاس پہنے ہے، دوپہرے شاون پر پڑا ہے۔ چب، ایک دوسرے  
کے فریب آتی ہیں تو ٹھٹھک کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔

پہلی لڑکی:- ”آپ کہاں جا رہی ہیں؟“  
دوسری لڑکی:- ”میں اسکول جا رہی ہوں  
پہلی لڑکی:- ”میں بھی اسکول جا رہی ہوں۔“

دوسری لڑکی:- ”مگر آپ کچھ پریشان نظر آ رہی ہیں  
پہلی لڑکی:- (یہ کچھ مردگر دیکھتی ہے) جی ہاں میں بہت پریشان ہوں لفڑیا  
روز یہی ہوتا ہے، کچھ لوگ سیرا پیچھا کر لیتے ہیں، کیا میں آپ کے ساتھ چلوں؟  
دوسری لڑکی:- ”آپ کو کیا فائدہ ہوگا، کیونکہ میرے اسکول کا راستہ الگ ہے اور آپ کا  
الگ، دوسرے بہن معاف کیجئے، اس میں خود آپ کا قصور ہے، آپ مجھ کو بھی  
پریشانی میں ڈال دیں گی۔“

پہلی لڑکی:- ”کیوں میرا قصور کیوں ہے؟“  
دوسری لڑکی:- ”جب آپ بن سنور کر سو اسٹگارے سے آ راستہ ہو کر چلے گا تو ہر شخص دیکھنے کی  
کوشش کرے گا۔“

پہلی لڑکی :- تو کیا میلے کہ پرے ہیں کہ اسکوں جایا کر دیں ؟  
دوسری لڑکی :- جی نہیں مگر اسی آرائش کو چھپا لیجئے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے، آپ  
پر دہ کیوں نہیں کرتیں ؟  
پہلی لڑکی :- یہ آپ نے سچ کہا، میں تقریباً روز دلھستی ہوں کہ آپ اور آپ کے اسکول کی  
راکیاں ادھر سے گزرنی ہیں مگر کوئی سچھا نہیں کرتا، میرے والدین نے بڑی غلطی کی  
جو اس خطے سے مجھ کو آگاہ نہ کیا۔  
دوسری لڑکی :- ان کا کیا قصور ہے، یہ قصور تو ہماری تہذیب کا ہے، بس لوگ یہی سمجھتے ہیں  
کہ بے پرداہ تکلنا بڑے وقار بڑے فائدے کی بات ہے مگر ہمارا نامہب بڑا دور میں  
اس نے صدیوں پہلے ساری بُرائیوں کا اندمازہ لگایا تھا اور مسلمان رُکیوں کیلئے  
جلدہ لازم کر دیا تھا تاکہ وہ ہر شر سے محفوظ رہیں ۔

پہلی رکھی:- بال محل سچ ہے خدا مجھ کو معاف کرے آج سے میں بھی پردہ کرنے لگی  
تاکہ ہر گندگی سے بچوں۔

دوسری رکھی:- بڑی خوشی کی بات ہے اس درآپ کو نیک توفیق دے۔

پہلی رکھی:- اب میں بھی اسلامی تعلیم حاصل کروں گی تاکہ اپنا صحیح مقام پہچانوں  
آپ کے اسکول کا پرست کیا ہے ہم۔

دوسری رکھی:- سلم نسوں اسکول، دبپ روڈ، محلہ کٹ، ستاپور۔

پہلی رکھی:- پسچے آپ کے اسکول کی کچھ زٹکیاں آ رہی ہیں، آپ بھی جائیے،  
بہت وقت خراب ہوا۔

و دوسرا لڑکی - وقت خراب نہیں ہوا - اچھے طریقے سے صرف ہوا - ہاں دیر المبتدا  
بحدور ہی میں السلام علیکم -  
پہلی لڑکی : - خدا حافظ -

# ایک مبارک سفر

لے یہ اور اقت ایک ایسے ردِ نامِ پچھہ کے ہیں جو اب سے دس سالی بچے مرتب کیا گیا تھا  
اس مدت میں بڑی تبدیلیاں ہوئیں مگر کیفیات و جذبات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ

ڈاٹ کی پختہ بیل کھاتی ہوئی سڑک، سڑک کے دونوں جانب ریت کے  
بے شمار اور مسلسل دور تک پھیلے ہوئے تودے، کمیں صحرا، کمیں پہاڑ، کمیں  
سپرزاہ زار، لاری کی تیزی اتنی کہ سنبھل کر بیٹھنا مشکل، جدہ سے دودر اور مکہ  
سے قریب ہوتے جا رہے ہیں، تمام ساختی جذبات بھرے دل اور خوشی و سر  
سے بھری آنکھیں بے ناب اور ہر اور ہر دیکھنے پڑیں رہے ہیں، دور دور حلقہ  
تک کوئی درخت ہے نہ سایہ، بستی ہے نہ گاؤں گاؤں کوئی کنوں ہے نہ پشمہ  
کبھی کبھی بدروں کے کمیں کمیں جھونپڑے اور مختصر سی آبادیاں نظر پڑ جائی ہیں،  
سورج زرد پڑتا جا رہا ہے۔ پھر فینی چھوٹی ٹمنز لیں آتیں اور نکل جاتی ہیں۔  
چوکیاں آتیں اور گزر جاتیں، بد دچردا ہے بکریوں کے روڑ لئے دور دودر  
پہاڑوں تلے پھیلے نظر آرہے ہیں، خاردار بھاڑیاں اور غاص طرز کی چھوٹی چھوٹی  
گھاص نظر آرہی ہے، یہاں کے جانوروں کی بھی خدا ہے۔ بیولوں کے درخت گنگے  
گاہے سامنے سے گزرتے جاتے ہیں، کاریں، لاریاں نکیاں ہارن بجائی آگے  
پیچھے چل رہی ہیں، کبھی کبھی اونٹوں کی قطاریں اپنی خاموش رفتاری سے چلتی نظر  
پڑ رہی ہیں، صدی خواں نگیل تھامے چل رہے ہیں اور ان کی سوریاں جن میں

تو بہ کچھ یہ دعا مسلوں ہے، اسی راہ کے لئے ثابت ہے اللہم اف استلائ  
رضاکو الْجَنَّةَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ سُخْنَاتِ دَنَادِ ابْنِ مَنْزِلِكَ پر جو گاہ رہا ہے زکھا  
پیئنے پس لطف آرہا ہے، ہر دم وہ حفظ کعبۃ اللہ کا خیال ہر وقت بیت جلال  
طاری، اے اللہ ہم جیسے سرتاپا گنا ہنگار تیرے ربے بڑے گھر بیت جلال  
کے مرکز جا رہے ہیں، تو ہماری کمزوریوں پر نظر رکھ اور ہم کو اس پاک گھر کا  
ادب کرنے کی توفیق مرجحت فرم۔

رات کی سیاہی چھا چکی ہے، سوائے موڑوں کی رعنیوں کے اور کچھ دکھانی  
نہیں دیتا، کہنے والے نے کہا کہ حدیثیہ کا وہ تاریخی مقام جہاں شہر میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مگر سے صلح ہوئی تھی اور سعیت رضوان  
ہوئی تھی یہیں پر ہے، لوگوں نے بے تابانہ نگاہیں ڈالیں مگر گھٹا ٹوب  
اندھیرے میں پکھہ دکھانی نہ دیا اور نگاہیں مایوس ہوتی آئیں۔ اے کاش دن ہوئा  
تو ہم بھی اس تاریخی اور مقدس مقام کی تیاری کرتے۔ حدود حرم شروع ہو چکے  
ہیں اور مکرہ قریب سے قریب تر ہے۔ ادب و تعظیم لازم ہے، یہاں کی  
ہر ادا عاشقانہ ہے، فردہ ذرہ عشق سے بھرا ہوا ہے۔ محبوب کے وصال کا دن  
ہے جس کے فراغ میں آن گفت راتیں آنکھوں میں کٹیں اور ہجر میں دن بیٹھے  
جس کے دیدار کی آزادی میں ایک زمانہ گزرا، ذرا ان عاشقان بیت اللہ پر نظر  
کیجئے جو مستانہ دار برہنہ سرگفتہ بردوش، پرگنہ بال، پریشاں حالی ہجتوں نام  
کیفیت اور سرستی دبے خودی کے ساتھ آگے بڑھتے جا رہے ہیں، نہ خوشبوے  
کام نہ رنگے لگاؤ، نہ دینت و آرائش سے سروکار، دبے سلی چادر میں بلکہ پر  
پڑی ہوئی، گرد و غبار سے آٹے ہوئے، بدن کیکپارہا ہے، نہ کھیں نہ ہنگاہیں  
قریب ہے۔ ہر عاجی کی زبان پر استغفار اور درود چاری ہے، گناہوں سے باربا

اکثر مقامی بدوبیں خاموش سرگرم سفر ہیں۔  
حج کا موسم قریب ہے، حرم کے سافر احرام باندھے لیکاٹ اللہم لیکاٹ  
کی صد الگانے چل رہے ہیں، سامنے نظر کچھ، یہ چند بدوجن میں بندھے بھی ہیں  
جو ان بھی، احرام باندھے پیادہ پاکس ذوق و شوق اور دامانہ انہماز سے  
سرستی اور کیف کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔  
سونج غریب ہو چکا، سحر کے ساتھ میں ایک نہیں کئی اذان کی ٹلی  
بُلی آوازیں آنے لگیں، مختلف قافیےِ رُک گئے اور اپنی اپنی جاختیں فاہم کیں  
اور خدا کے حضور میں ریت ہی کے ذریعہ پر سب سبجد ہو گئے، آج کی نماز، آج کا حضر  
آج کا قیام، ہر ایک لطف و سرور سے بھر پور ہے، خدا جانے اسی کیفیت کیجھی  
بھی حاصل ہوئی ہوگی، نمازیں خستہ ہوئیں، موڑیں اشارہ ہوئیں، اذانت  
اُٹھے، لاریاں چلیں اور پھر سفر شروع ہوا، دیکھتے دیکھتے اس راہ کی سبک  
بڑی منزل سامنے آگئی، اچھا خاصا گاؤں، بدودوں کے منتشر مکانات، ایک  
خوبصورت سادہ کی مسجد کئی ہوئی لاریاں ملکیں، ججاج اُترے، چارے نوٹی  
شروٹ ہو گئی، بے دودھ کی نہایت ہر یہار چار، پچھوٹے پچھوٹے فنجان، ان  
میں خوش رنگ، خوش بودار چائے، ہٹوٹوں کے ساتی چھاؤں کو پیش کر دے ہے ہیں  
لکھجودیکا رہے ہیں، نہنڈی نہنڈی ضرایحیان میز دل پر ہنپی ہوئی ہیں، اور  
لگ محو گفتگو ہیں۔

فدا یخور نے توکل علی اللہ کی صد الگانی جو اس بات کی فشائی ہے کہ بیس  
اب چلو، ججاج اُٹھے، سواریوں پر سوار ہوئے اور در دانہ ہو گئے، اب مکر مسے  
قریب ہے۔ ہر عاجی کی زبان پر استغفار اور درود چاری ہے، گناہوں سے باربا

مہہمات اسے دریغ ہزاراں ہزار بار  
کام پانیا یہ غیر معمولی بیاد رکھیں

بھکنی ہوئیں، زبانوں پر لیکاں اللهم لیکاں، اے اشہد حاضر ہوں، اے اللہ  
حاضر ہوں کی صدرا، نیند کو رسول دور اور کسل کافر ہے، آدم و راحت سے  
کیا سروکار، نگاہ ہے کہ بھپکتی نہیں، مجسم اشتیاق اور سراپا انتظار بنے دیدار  
بیت اللہ کے لئے بیت تاب اور اتنے بے تاب کہ پل بھر بھی انتظار مشکل نہ

اروہم ز اشیاق تو جانم بلب رسید

لبخی انتظار کی زنجیر فتنی اور کہ کمرہ میں داخل ہوا۔ ہر ایک کی زبان پر  
اللہم اجعل لی بھاتوار اوس ذقني فھار ذقا حلالا۔ اے خدا مجھ کو اپنے  
اس شہر میں نہ کنا اعطا فرم اوس میں حلال رزق نصیب کر، دائیں با میکات  
عمارتیں، روشنیاں، متفرق راہ گزر، ان پر لوگوں کی آمد و رفت، گاڑیوں،  
مودودوں کا شہد، پچھوٹی بڑی دوکانیں، مسجدیں، کوئی گزرنی جاری ہی ہیں  
آج ہر انسان فرشتہ، پر فرہ لعل و جواہر سے کم نہیں لگتا، کون سی آنکھ ہے جو خوشی  
سے چکر نہ رہی، ہوا درخودت و سیست سے اشکبار نہ ہو۔ کون سا ایسا دل ہے  
جو لذت نہ رہا ہو۔

موز رُکتی دکانی، داستہ بناتی، کمیں آہستہ کمیں تیرز چل رہی ہے، دیکھتے  
و دیکھنے مسجد ہرام سامنے آگئی، یہ دیکھنے باب ابر انہیم سامنے ہے نگاہ میں پنجی  
ہو گئیں، اپنی بے بضم اغصی بے ماگی، قصور و گناہ کا اغتراف ہے، ایک طرف  
اپنی قسمت پر دشک کہ اتنے بڑے دربار میں پہنچے اور دوسری طرف اس کی  
نمایت اور شرم کے اسکی کوئی تیاری نہ کی اور ساری خضرائی کی ۵

ہر آنے والے حاجی کا دخالتہ باب السلام سے مستحب ہے، ہر واقعہ حاجی  
اسی دروازہ سے داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ رسول اشہد صلی اللہ علیہ وسلم  
بھی اسی سمت سے داخل ہوتے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں حجاج حرام  
باندھے و فود کی شکل میں حرم میں داخل ہو رہے ہیں، معلم ہمراہ ہیں دعاؤں کا  
تاریخ دھاہے حرم میں داخل ہوئے، نظرًا بھی ایک بڑت و سمع صحن میں  
جو خوبصورت دلانوں سے گھرا ہے، بالکل وسط میں ایک چوکر عمارت سیاہ  
خلاف سے ڈھکی نظر آنے لگی، اس کے اور دگر دگول دائرہ (مطاف) آئیں  
انسانی سیلاں اور اس سیلاں میں بلا کا تلاطم، پارتی العیت العین، یا رب  
الیتیت العین کی صدائیں گوشہ رہی ہیں، لوگ اس عمارت سے اس کے سیاہ  
پردہ سے چھٹے رو رہے ہیں، بلبلہ رہے ہیں، اپنی بیتائیں رہے ہیں، کوئی  
خلاف پکڑے چل رہا ہے، کوئی ملزوم پر کنا ہوں پر شرمسار ہے، کوئی دیوانہ اور  
چکر کاٹ رہا ہے۔ غرضدار ایک پچی کا پاٹ ہے جو مسلسل چل رہا ہے اسکے  
درکنے کی نہ کوئی گھڑا کی رہے نہ وقت۔

یہ کعبۃ اللہ ہے، اللہ کا پاک گھر، تمام عالم اسلامی کا مرکز، تمام  
اسلامیوں کا مل جا و ماوی، سب گھروں سے بڑھ کر سب چکروں سے اٹا۔ ہر  
مسلمان کا دل، ہر مومن کا جگر، حُسن و جمال اتنا کہ دیکھتے رہئے اور آنکھیں  
آسودہ نہ ہوں، ایک بار نہیں ہزار بار دیکھئے، دن و رات دیکھئے، آتے جاتے  
و دیکھئے اور پھر بھی دل سیرتہ ہو، بلا کی کوشش اور مقناطیسیت ہے کہ دل فتحا  
لکھنچتی ہلی جاری ہے اور آنکھوں میں اشکوں کا سیلاں جاری ہے، دل امنتے  
آرہے ہیں، عقل ہو یا ول ہر ایک یہاں مات کھا چکا ہے، عشق کے نزدیک

دینا کا سارا حُسن اس سادہ چوکو رعایت کے حُسن کے آگے گرد ہے یہ صرف محبت و قلنی ہی کا جذبہ ہے جس نے ہر کسی کے ہوش دھواں لکھو دئے ہیں اور انگ انج میں جذب و شش بھر دیا ہے۔

اللہ ایسے جذب محبت کو کپا کروں  
رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنایا

ہمیت و جلال حُسن و جمال سے کمیں بڑھ کر دید کی تاب کہاں، کس کی جملات کہ آنکھ ملائے رہے، نظر اٹھی اور سمجھا کی، پھر دل کا رنگ بدلایا ہوا، آنکھیں حکمی ہوئیں، بلوں کو جیش پیغم، آنکھوں میں اشکوں کا سلاپ، بدن میں کلپی۔

یہ بیت اللہ ہے جس کی طرف اب سے کچھ عرصہ پہلے ہزار دل میں دودھ سے ساری عمر نمازیں پڑھتے رہے آج ہمارے اتنا قریب ہے کہ ہاتھ بڑھائیں کچھ جھوپیں، بلوں کو لگائیں، چو میں اور بالکل مل کر سچ لگائیں، غلاف پکڑا میں، پیشیں، روئیں اور یہ سب کچھ ہر دم اور ہر لمحہ نصیب ہے۔

بیار ک، ہوا اور صد بار مبارک ہو کہ فراق وہ بھر کی رائیں تمام ہوئیں، انتظار کے دن بیت گئے، اختراب و بے کلی کی گھڑیاں ختم، ہوئیں، اشتیاق دیدار کے لمحات رخصت ہوئے، اب وصالی ہی وصالی ہے، دیدار ہی دیدار ہے، نہ خروج کی ضرورت نہ سفر کی حاجت، نکسی کی خوشابندی درخواست کی پرواہ، نکسی انسان کے احسان کا بارہ شفت و کلفت کا خیال ہے

صحبت یاد رکھ لے دل تجھے گھر دیکھنے نصیب

پھر ترا کام کیا حاجب و دربان کے پاس اس کا دیدار دل کی ٹھنڈاک، آنکھ کا فور، دماغ کا سکون ہے، اسکی زیارت سے

مکان دور اور کلفت کافور نہیں تو اور کیا ہے کون اس کا انکار کرے تھجیرہ اور نہ معلوم کرنی  
بار تھجیرہ ہوا۔

اللہمَّ ذِدْ هَذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا وَ تَكْرِيمًا وَ مَهَابَةً وَ  
ذِدْ مِنْ شَرْفَهِ تَكْرِيمًا وَ كَرْمًا مِنْ حَجَّهِ وَاعْتِمَادًا تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا  
وَ تَعْظِيمًا وَ بِرَا الْمُهَرَّاثِ السَّلَامُ وَ مَنَعَ السَّلَامَ رَبَّنَا حَيَّنَا بِالسَّلَامِ  
ہزاروں پروانے بے تاب و مضرط چکر کا نتھے پھر رہے ہیں، دیوانہ دار گرتے  
پڑتے سچھتے چلا تے، رو تے، بلبلاتے، پر اگنڈہ بال طوات کرتے چلتے جاتے ہیں  
ہیں، ادھر دیکھئے حیطیم میں میزاب رحمت کے نیچے سات آٹھ آدمی پر دھنخا  
کیا کہہ رہے ہیں، سکون و قرار نہیں، ان کو کیا ہوا نہ بیمار نہ آزار، آخر یہ ضطراب  
دبے کلی کیسی ہو رکن یا نی پر دیکھئے ہر ایک گرا پڑتا ہے ہاتھ سے چھو اور  
آگے بڑھ گیا۔ ہر کسی کو اپنی مغفرت کی دھن، آخرت کی فکر، عشق و حنوں کا سوچا  
اوپر کبوتر ہزاروں کی تعداد میں چکر لگا رہے ہیں اور نیچے انسانوں کا نھاٹھے  
مارتا ہوا سلاپ۔

ہر ایک اپنی خطاؤں پر شرم، اپنے گناہوں پر نادم، دست بوال پھیلائے  
یادتِ الہیتِ العینی کی صدابند کئے دیوانہ دار چکر لگا رہا ہے، ملزم اور  
جھر اسود تک پھو نیچے کی ہر ایک میں تاب نہیں، ایک پر ایک ٹوٹا پڑتا ہے۔  
جس کو دیکھئے اپنی قسمت پر نازاں اور خوشی دسرت میں کھریا ہوا ہے اور  
زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پر شک آجائے ہے  
میں اُسے دیکھا کر دل کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

یہ مجرم اور اتنی بڑی جگہ، یہ ناپاک اور دیریہ خاک پاک مجھ جبسا سیاہ کار اور اس کا یہ کرم، یہ ہر بانی، یہ محبت، ایسے کوچہ میں پہنچایا، جہاں رحمت ہی رحمت ہے عفو و کرم کی بارش، اب یہ ہمارا اور آپ کا کام ہے کہ اس کی قدر کریں، جتنا بھی میں آئے محبوب گھر کا چکر لگائے، اس کی مبارک چوکھت پر سر رکھئے، دعا میں تجھے، ہر دم دیدار کجھے عفو و مغفرت کرائے۔ یہ ہمارے آپ کے اختیار میں ہے۔ رحمت کا زوال عام ہے، مبارک اور مقدس مقام ہے، ثواب لوئیے اور جی بکھر کر لوئیے کہ اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں ملے گا۔

مرے لوٹو کلیم اب بن پڑی ہے  
پڑی اور پنجی جگہ اقسامِ راضی ہے

## پتوں کی فصیل لا جیا

بیہل آذن۔ امَّهَا اللَّهُ تَسْنِيْحَهُ تُبَخْلِيْهُ

آسان زبان، شگفتہ طرز بیان، راست کی کہانیوں کا لطف، دینی جذبات کا حافظ، اس سلسلہ میں اس کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ غیر

و افعات نہ آئے پائیں زیادہ تر قرآن کریم کی روشنی میں واقعات لکھے گئے ہیں

حضرت آدم ۲۰ حضرت شیعہ ۲۰ حضرت داؤد ۲۰

حضرت سليمان ۲۰ حضرت عیسیٰ ۲۰ حضرت لوط ۲۰

مکتب، اسلام، ۲۰ گوئں روڈ لکھتو

خود شید عزیزی

## فلیشن کی پرستار میں

لوئی جاتی ہو بھری محفل میں غزت ان نوں  
کپ رہی ہو شاہرا ہوں پر محبت ان نوں  
گھر کی روشن بن گئی محفل کی نیشن نوں  
آہ باہب تو ایک سخوت کے سوا کچھ بھی نہیں  
قہی غزت، فرضی شہرت کے سوا کچھ بھی نہیں  
تکریبیں پیرے ہی ہاتھوں سے پانی پر درش  
غربوں نے تکرے ہی ہاتھوں سے پانی پر درش  
خود بھاکر قوم خفته کو تو خود ہی سوچئی  
بے نقیبی تیرے دل میں بیج ایسا بوگئی  
کیا ترے دم سے نکھی جاں باز خالد کی حیات  
کیا ترے دم سے نکھی فرزند راشد کی حیات  
کچ تیری گود فنکاروں سے خالی کیوں نہیں  
کچ تیری گود فنکاروں سے خالی کیوں نہیں  
تونے ہی پیدا کیا محسوس ایسے پیسر کو  
تونے ہی پیدا کیا عطار رد می پیسر کو  
و قوم کی ہو اک نمائے سے لگی تجھ پرنگاہ پھر زمانے کو دکھائے اٹھ کے سیدھی ہر رہ  
ایک صرف میں پھر نظر آنے لگیں محتاج و شاہ  
پھر ٹریا پر پھر بیج جائے تری قوم تباہ